اخبار اقبالیات

☆ ناروے میں یوم ولادت اقبال
☆ ٹورانٹو میں ذکر وفکرِ اقبال کی محفل
☆ ڈیرہ غازی خان میں ذکرِ اقبال
☆ صوبہ بلوچستان میں تقاریب سالِ اقبال
☆ گورنمنٹ پاک گرلز ہائی سکول کوئٹہ میں سال اقبال
☆ گورنمنٹ گرلز کالج سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ میں ہفتہ اقبال
☆ گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن میں تقریب اقبال
☆ مرکزیہ مجلس اقبال کا جلسہ
☆ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں یومِ اقبال
☆ نظریۂ پاکستان فاؤنڈیشن اور پاکستان ورکرز ٹرسٹ میں ہفتہ اقبال
☆ چلڈرن کمپلیکس لاہور میں یوم اقبال

ناروے میں یوم ولادتِ اقبال

ناروے میں سردیوں کے دِن بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اِس لیے سردیوں میں دن کی نمازوں کے دوران وقت بہت کم ملتا ہے۔ اگر رمضان کی آمد بھی سردیوں میں ہو جائے تو مسلمانوں کی دینی مصروفیات میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وقت مزید کم پڑ جاتا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہاں دینی اداروں کی بھر پور تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کے باعث ہم وطنوں میں دین کی طرف رجحان میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ خاص طور پر رمضان المبارک کے دوران تو چھوٹے، بڑے، بوڑھے، بچیاں اور بیبیاں سبھی انتہائی ذوق وشوق سے نماز، روزہ، افطار اور تراویح کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسی کے باعث سیاسی و سماجی سرگرمیوں کے لیے وقت نکالنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

اس کے باوجود ۱۰ نومبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار عصر اور مغرب کے درمیان بزم احباب پاکستان نے شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ کے ۱۲۵ ویں یوم ولادت کے سلسلے میں ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ یہ تقریب ایک طرح سے افطار پارٹی کی صورت بھی اختیار کر گئی۔ تقریب کے اختتام پر سب احباب نے افطار کیا اور نمازِ مغرب وہیں ادا کی۔

تقریب کے منتظم جناب طلعت محمود بٹ نے خود ہی تلاوت کلام پاک سے اس تقریب کی ابتدا فرمائی۔ تلاوت کے بعد آپ نے پنجابی میں اپنے نعتیہ اشعار پیش کیے۔

محمد صفدر صوفی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا علامہ مصلح قوم کے ساتھ اپنے وقت کے مجدد بھی تھے۔ آپ نے اپنی شاعری میں قرآن اور رسول ﷺ کی باتیں آسان انداز میں بیان کی ہیں۔ آپ نے وہ اصول بتائے ہیں جو قوموں کو سرفراز اور سربلند کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے آپ کے کلام کو انتہائی غور کے ساتھ پڑھا جائے۔

جناب فیض الحسن شاہ نے ایک آیت تلاوت کی اور اس کا مفہوم واضح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مومن موت سے نہیں ڈرتا۔ پھر سوال کیا کہ اقبالؒ کے نزدیک مومن کون ہے؟ آپ نے اقبالؒ کے اس شعر پر بات ختم کی:

ہو صداقت کے لیے جس دِل میں مرنے کی تڑپ
پہلے، اپنے پیکرِ خاکی میں، جاں پیدا کرے

راقم الحروف نے ایک مضمون پیش کیا جس کا عنوان تھا: ''افکارِ اقبال اور مسلم امہ کا تصور'' مضمون

کا مرکزی خیال اِن الفاظ میں پیش کیا گیا۔ علامہ مسلمانوں کے عالمی اتحاد کے داعی تھے۔ آپ کا پختہ ایمان تھا کہ آنے والا زمانہ اسلام کا زمانہ ہے۔ بنی نوع انسان کے تمام تر مسائل کا حل اسلامی تعلیمات میں مضمر ہے۔ عنقریب دنیا کے سامنے اسلام کو اس کی اصل روح کے مطابق پیش کرنے کی ذمہ داری امت مسلمہ کے کندھوں پر آنے والی ہے۔ اس لیے علامہ چاہتے تھے کہ ہندستان کے مسلمان دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد اور متحرک کرنے کی ذمہ داری قبول کریں۔ اس کام کے لیے بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ ایک آزاد ملک اور اس ملک میں عوام کی رائے سے قائم شدہ ایک جمہوری اور خود مختار حکومت قائم ہو۔ یہی وہ کام تھا جس کے لیے پاکستان کی صورت میں ایک تجربہ گاہ فراہم کرنا لازمی تھی۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

جناب راجا منصور احمد، جناب بلال امتیاز شاہ اور جناب امتیاز حسین شاہ نے کلام اقبالؒ کو حسن صوت کے ساتھ پیش کیا۔ دعا کے ساتھ یہ روح پرور تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(رپورٹ: محمد انور صوفی، اوسلو، ناروے)

............☆............

ٹورانٹو میں ذِکر وفکرِ اقبال کی محفل

ٹورانٹو میں ۲۶ اپریل بروز جمعہ منائی جانے والی شام اقبال ایک بے مثال محفل اقبال کہلانے کی مستحق ہے۔ شرکائے محفل نے ذکر وفکر اقبال سے اپنی وابستگی کو ابتدا سے انتہا تک پورے جذب و خلوص کے ساتھ برقرار رکھا۔ مہمان مقرر، پروفیسر نعمان الحق کی پیام اقبال سے فکری و جذباتی وابستگی کا مظہر سحر انگیز خطاب، مولانا وصی مظہر ندوی کا فکر انگیز خطبہ صدارت، ڈاکٹر تقی عابدی کا منفرد انداز نظامت، حیات اقبال کے حوالے سے تصویری نمایش، اشعار اقبال کے حوالے سے مصور اقبال، اسلم کمال کی پینٹنگز، پرتکلف ڈنر اور آخر میں کلام اقبال پر مبنی قوالی نے شروع سے لے کر آخر تک شرکا کی دلچسپی کو برقرار رکھا۔ یوں اس تقریب نے اقبال اکیڈمی کینیڈا کی ''شام اقبال'' کی تقریبات کی خوب سے خوب تر روایت کو ایک نئی بلندی عطا کی۔

اعلان کے مطابق پروگرام کا آغاز، حیات اقبال کے تصویری سفر اور اشعار اقبال پر مبنی اسلم کمال کی پینٹنگز کی نمایش سے ساڑھے سات بجے ہونا تھا لیکن حاضرین کی آمد سات بجے سے ہی شروع ہوگئی۔ ساڑھے آٹھ بجے نماز مغرب کے وقفے تک حاضرین نے پورے ذوق وشوق سے تصاویر کے ذریعے جہاں حیات اقبال کے کئی گوشوں سے آشنائی حاصل کی وہاں مصور اقبال، اسلم کمال کے موئے قلم کی شاہکار پینٹنگز سے کلامِ اقبال کے ایسے گوشوں تک رسائی حاصل کی جہاں تحریر وتقریر کے ذریعے

پہنچنا ناممکن سا ہوتا ہے۔ نمایش کے ہال میں نمایش کے دوران شرکا ایک دوسرے سے گھل مل کر تبادلہ خیال کرنے کے ساتھ ساتھ ہلکے پھلکے استقبالیہ کھانے سے بھی لطف اندوز ہوتے رہے۔ اسی ہال میں نمازِ مغرب کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ نماز مغرب کے بعد نمایش کے ہال سے ملحقہ بڑے ہال کے دروازے کھول دیئے گئے اور پروگرام کے دوسرے حصے کا آغاز ہوا۔ پروگرام کا یہ حصہ تقاریر، ڈنر اور منتخب کلام اقبال کی قوالی پر مشتمل تھا۔ حاضرین کے نشستیں سنبھالنے کے بعد اقبال اکیڈمی کینیڈا کی جانب سے اکیڈمی کے ممتاز رکن جناب ابرار خان نے حاضرین کی آمد کا شکریہ ادا کرنے کے بعد تقریب کے ناظم جناب تقی عابدی صاحب کا مختصر تعارف پیش کیا۔ انھیں پروگرام کی نظامت کے لیے مدعو کیا۔ ڈاکٹر تقی عابدی پیشے کے لحاظ سے طب کے شعبہ سے وابستہ ہیں، لیکن جدید اور کلاسیکی ادب میں تحقیقی اور تخلیقی طور پر ۹ کتابوں کے مصنف کی حیثیت سے شمالی امریکہ میں اہم ادبی مقام کے حامل ہیں۔ ان کی فکرِ اقبال سے وابستگی کی مظہر، حال ہی میں لکھی گئی کتاب ''اقبال کے عرفانی جائزے'' اقبالیات کے ذخیرے میں ایک اہم اضافہ ہے۔

ڈاکٹر عابدی صاحب نے نظامت سنبھالنے کے بعد پروگرام کی باقاعدہ ابتدا کے لیے حافظ اشتیاق طالب صاحب کو تلاوتِ کلام پاک کی دعوت دی۔ حافظ صاحب نے تلاوت کے بعد ان آیات کا انگریزی ترجمہ بھی بیان کیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد ڈاکٹر عابدی صاحب نے نظامت کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ فکرِ اقبال سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے مختصراً علامہ اقبال کے فارسی اور اردو اشعار کے حوالے سے علامہ اقبال کے فلسفہ عشق اور عشق محمدؐ کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''لفظ عشق اگرچہ عربی لفظ ہے اور نزول قرآن سے پہلے عربی کے قصیدوں میں بھی اس کا عمومی استعمال نظر آتا ہے لیکن قرآن میں یہ لفظ موجود نہ ہونے کی وجہ سے عربی ادب میں یہ لفظ قریباً متروک سا ہو چکا تھا۔ اس لفظ کی اوّلین بازیافت کا اعزاز جہاں مولانا روم کے حصے میں آیا ہے وہاں ان کے مرید ہندی علامہ اقبال نے اس لفظ میں مخفی قوت، خوبصورتی اور تاثر کو مختلف مقامات پر بڑے ہی موثر انداز میں پیش کر کے اس لفظ کو فارسی اور اردو ادب میں ایک جاودانی مقام عطا کر دیا ہے۔ انھوں نے عشق کے مضمون پر اردو کے ساتھ ساتھ فارسی اشعار اور ان کا ترجمہ و تشریح پیش کر کے حاضرین کو علامہ اقبال کے فارسی کلام کے مقام سے بھی آگاہی بخشی۔

عشق دم جبریل، عشق دلِ مصطفیٰ
عشق خدا کا رسولؐ، عشق خدا کا کلام

....

طرح عشق انداز اندر جانِ خویش
تازہ کُن با مصطفیٰ پیمانِ خویش

یعنی عشق کی بنیاد اپنی جان میں قائم کر اور حضورؐ سے باندھا ہوا پیمان پھر سے تازہ کر، کیوں کہ

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

....

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

اگر عشق محمدؐ نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا، کیوں کہ

مغز قرآں، روحِ ایماں، جان دیں
ہست حُبِّ رحمت للعالمینؐ

ڈاکٹر عابدی صاحب نے کہا کہ اقبال کے نزدیک عشق صرف عقیدت بھری محبت اور تعلق نہیں بلکہ ایک ایسی قوت ہے جس نے

عشق با نانِ جویں خیبر کشاد
عشق در اندام مہ چاکی نہاد!

جو کی روٹی کھانے والے نے اسی عشق کی قوت سے درِ خیبر وا کیا اور اسی قوت سے چاند کے ٹکڑے یعنی معجزۂ شق القمر رونما ہوا۔ ڈاکٹر عابدی نے علامہ کی فکر کے بنیادی عنصر یعنی ''نظریہ خودی'' کے عملی حاصل یعنی تعمیر خودی اور بیداری کے حوالے سے بھی بڑے موثر انداز میں اقبال کے اشعار کو حاضرین کی نذر کیا، خصوصاً یہ شعر۔

کافرے بیدار دل پیشِ صنم
بہ زدیندارے کہ خفت اندر حرم!

یعنی ایک کافر، بیدار دل کے ساتھ اپنے بت کے سامنے، اس مسلمان سے بہتر ہے جو کعبے میں غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ ڈاکٹر تقی عابدی نے دور حاضر میں مادی وسائل سے محرومی اور نتائج سے مایوسی کے پس منظر میں مغربی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے مقابلے کے لیے بلائی گئی ''فلسطین کانفرنس'' میں علامہ اقبال کے وہ اشعار پیش کیے جو انھوں نے وسائل اور جذبے کے فرق کو نمایاں کر کے سامعین پر سحر ساطاری کر دیا تھا۔

طارق چوں برکنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کارِ تو بہ نگاہ خرد خطاست
دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم؟
ترک سبب ز روئے شریعت کجا رواست

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر مُلک مُلکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

(یعنی جب طارق نے جبل الطارق پر اپنی کشتیوں کو جلا دیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ کام عقل کے خلاف ہے، اب ہم اپنے وطن سے دور ہیں واپس کیسے جائیں گے۔ شریعت کی رو سے ترکِ سبب، جائز نہیں ہے۔ اس وقت طارق نے ہاتھ میں تلوار لے کر مسکراتے ہوئے کہا کہ ہر مُلک ہمارا ہی مُلک ہے کیوں کہ وہ ہمارے خدا کی ملکیت ہے۔)

پروفیسر ڈاکٹر نعمان الحق پنسلوینیا یونیورسٹی میں History of Science and Art کے پروفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی ''اسلامی فلسفے کے مطالعے'' پر مبنی کتابوں کی سیریز کے جنرل ایڈیٹر اور کئی عالمی ادارتی و مشاورتی کمیٹیوں کے رکن بھی ہیں۔ پنسلوینیا یونیورسٹی کی حالیہ ذمہ داریوں سے پہلے وہ کئی یونیورسٹیوں میں پروفیسر کی حیثیت سے تدریسی ذمہ داریاں نبھا چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہارورڈ یونیورسٹی میں مڈل ایسٹ سٹڈیز کی فیلوشپ کے علاوہ لندن اور ہارورڈ یونیورسٹی سے اسلام کی فلسفیانہ تاریخ کی تعلیم حاصل کی ہے۔ تدریسی، ادارتی و مشاورتی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں جن میں سائنس اور فلسفے کی تاریخ کے موضوع پر لکھی ہوئی دو جلدوں پر مشتمل کتاب *Names, Natures, and Things* کی اشاعت ہالینڈ سے ہوئی ہے۔ *Encyclopaedia of Islam* اور آکسفورڈ کی Encyclopaedia of Modern Islamic World, کی تدوین کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کی تخلیقات اور *Journal of the American Oriental Socitety,* *Nature, Isis* جیسے معتبر علمی جرائد میں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔

اقبالیات کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کی تحریری تخلیقات عالمی سطح کی کانفرنسوں میں خطابات کے علاوہ بھی ہیں۔ ان دنوں اردو زبان میں جو کتاب مکمل کر رہے ہیں وہ مشہور صوفی حلاج اور اقبال کے موضوع پر ہے۔ ڈاکٹر نعمان الحق علمی اعتبار سے متاثر کن پس منظر کے ساتھ ساتھ کئی سال تک بی بی سی لندن اور پاکستان ٹی وی سے بھی وابستہ رہے ہیں۔

علمی، فکری اور فنی دنیا کے بھاری بھرکم پس منظر میں روایتی پروفیسروں کے برعکس ڈاکٹر نعمان الحق صاحب پر شباب، متحرک اور جاذب شخصیت کے مالک ہیں۔ انھوں نے اقبال اکیڈمی کینیڈا اور ٹورانٹو کے اہل ذوق کے شکریے کے ساتھ اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ وہ عام طور پر ثقافتی نوعیت کی سرگرمیوں سے گریزاں رہ کر اپنی محدود سی علمی و تدریسی دنیا میں مگن رہتے ہیں۔ لیکن اس تقریب کی غرض و غایت یعنی اقبال شناسی انھیں اس محفل میں کھینچ لائی ہے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے کلام سے اپنی وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اقبال میری رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے تو یہ بے جا اس لیے نہیں ہوگا کہ ہائی سکول کے زمانے سے اقبال سے متعارف

ہونے کے بعد آج آئیوی لیگ میں پروفیسری پانے تک کوئی مقام، کوئی مرحلہ ایسا نہیں گزرا جس میں انھیں اقبال سے ہمکلامی، اقبال کی غم گساری اور اقبال سے راہنمائی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ انھوں نے اقبال کے حوالے سے اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر کہا کہ میرے پیش نظر ہمیشہ نوجوان طبقہ رہتا ہے۔ یہاں مغرب میں مقیم والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی نوجوان نسل کو اقبال کے پیغام سے متعارف کروا کے ان کو اقبال کے ایسے ''شاہین'' بنا دیں جن کے شانہ بشانہ چلنا ہی ہمارے لیے باعث نجات ہوسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بدقسمتی سے ہماری نسل کے بیشتر لوگوں نے اقبال کے نہایت سنجیدہ، متحرک اور فعال پیغام کو تنگ و تاریک، حبس زدہ دیواروں میں محدود کر دیا ہے۔ میں باور کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں کے لیے اقبال ایسا فکری اور عملی راہنما ہے جس کے پیغام کی روشنی میں ہماری نئی نسل اسلام کے آفاقی اصولوں کی بنیاد پر متحرک و فعال ہوکر اسلام کے پیغام کا حق ادا کرسکتی ہے۔ جس کے لیے ہمیں رسولؐ، قرآن اور اقبال ایسا مفسر قرآن بخشا گیا۔

انھوں نے کہا کہ موجودہ دور میں اقبال کی ضرورت، اہمیت اور ان سے تعلق جتلانے کے لیے عمومی طور پر انھیں ''شاعر مشرق'' کہا جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اقبال کے ساتھ ناانصافی ہے اور ان پر مشفقانہ انداز میں چسپاں کی ہوئی علاقائیت کی نازیبا تہمت ہے۔ میرا آج کا موضوع اقبال کو موجودہ دور کے تناظر میں تین سطحات پر پرکھنا ہے۔ فکری، ادبی اور عالمی تناظر میں علمی مقام۔

میں نوجوانوں کی توجہ اس امر کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ جرمنی کے قابل احترام اور شہرہ آفاق ادیب ہرمن ہیسے نے لکھا ہے کہ اقبال تین جہانوں میں بستے ہیں۔ جہان مغرب، جہان اسلام اور جنوبی ایشیا کا جہان۔ لیکن ہمیں کلام اقبال کی آفاقی جہات کی تصدیق کے لیے ہرمن ہلیسے یا کسی اور مغربی حوالے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ علامہ کی فارسی اور اردو کلیات کی فرہنگ کا سرسری جائزہ لیں تو جہاں اس میں مغربی دنیا کے حوالے سے ہیگل، مارکس، نطشے، شیکسپیئر جیسے جید نام ملتے ہیں، وہاں رومی، عطار اور حلاج جیسے اسلامی ناموں کا طویل سلسلہ بھی موجود ہے، پھر:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

ایسے شعر کا خالق بھرتری ہری، سوامی رام تیرتھ اور گورونانک ایسے نام سامنے آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں ایسے مفکر سے واسطہ درپیش ہے جس کا فکری افق عالمی تہذیب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

پروفیسر نعمان الحق صاحب نے فکر اقبال کو مقامی نوعیت سے آزاد ثابت کرنے کے بعد اقبال کی فکر کو زمانی لحاظ سے ماورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اقبال کی وسعتِ نظر اور مستقبل شناسی کی سچائی کا عالم یہ ہے کہ ان کا کلام پڑھتے ہوئے بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم سی این این کو دیکھ

یا سن رہے ہوں۔ وہ کوئی نجومی یا پیشین گوئی کے دعوے دار نہ تھے لیکن یہ فراست اور دور بینی ادراک کی گہرائی و گیرائی اور زود حسی کا نتیجہ تھی۔ اس بارے میں انھوں نے کلام اقبال سے ''محراب گل افغان کے افکار'' کے چند اشعار حوالے کے لیے پیش کیے:

میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اب وجد کی خاک
روزِ ازل سے ہے تو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ وگل سے تہی، نغمۂ بلبل سے پاک
اے مرے فقرِ غیور ! فیصلہ تیرا ہے کیا
خلعتِ انگریز یا پیرہنِ چاک چاک!

''خوشحال خان کی وصیت''

قبائل ہوں ملّت کی وحدت میں گم
کہ ہو نام افغانیوں کا بلند
محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند
مغل سے کسی طرح کمتر نہیں
قہستاں کا یہ بچۂ ارجمند
کہوں تجھ سے اے ہم نشیں دل کی بات
وہ مدفن ہے خوشحال خاں کو پسند
اڑا کر نہ لائے جہاں بادِ کوہ
مغل شہسواروں کی گردِ سمند!

پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں اکثر تنہائی میں جب یہ نظم پڑھتا ہوں تو مجھ پر ایک تشنج کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور خود فراموشی کے ایسے عالم میں پہنچ جاتا ہوں کہ اس کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

''ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام''

لا کر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں
زناریوں کو دیرِ کہن سے نکال دو
وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
مُلا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو
اہلِ حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزارِ ختن سے نکال دو
اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

پروفیسر نعمان الحق صاحب جس جذب وشوق اور کیف ومستی کے عالم میں ایک کے بعد ایک شعر پڑھے جا رہے تھے اس نے پوری محفل پر ایسا سحر طاری کر دیا تھا کہ فکرِ اقبال کی اس محفل کو شعر اقبال کی محفل میں بدل جانے کا اندیشہ انھیں دوبارہ فکرِ اقبال کی طرف لے آیا اور انھوں نے کہا کہ کلام اقبال کو آج کے حالات کی روشنی میں دیکھیے تو اس کا کثیر حصہ بالکل آج اور ابھی کی بات معلوم ہوتی ہے۔

انھوں نے فکرِ اقبال کی جانب رجوع کرتے ہوئے کہا کہ کانٹ جو ایک جانا پہچانا فلسفی ہے، اس کے نظریے کے مطابق ہم اپنی حسیات سے اردگرد کی دنیا کا جس طرح ادراک کرتے ہیں وہ ہماری اپنی اختراع ہوتی ہے، مثلاً ہم کسی شے پر نظر کرتے ہیں تو وہ شے موجود تو ہوتی ہے لیکن اس کی ہیئت کو نام دے کر اس کا تعین ہم اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ جیسے چار پایوں پر ایستادہ لکڑی کے تختے کو ''میز'' کا نام دے کر ہم اپنے تخیل کی تجسیم کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے تخیل اور تجسیم کی مدد سے اس مادی دنیا کو تخلیق کرتے ہیں۔ زمان ومکان کی اس مادی دنیا کا اخلاقی یا غیر مرئی اقدار سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہاں عقلی ادراک کی حد مقرر ہو جاتی ہے اور کانٹ کا کہنا یہ تھا زمان ومکان کی اسیر مادی دنیا کا اخلاقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

اس کے بالمقابل اقبال نے اس فلسفیانہ گرہ کو جس طرح کھولا ہے، وہ نہایت ہی احسن اور جامع ہے۔ ان کا موقف اور استدلال یہ ہے کہ زمان ومکان اور عالم اخلاق میں نہ صرف یہ کہ کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں اور یہ کہ اس جدلیاتی تعلق میں ہی حضرت انسان کی تخلیق کا مقصد اور ترقی کا جوہر مضمر ہے۔ انسان کا اس دنیا میں وجود زمان ومکان کی تاریخی حیثیت سے وابستہ ہے۔ دنیا میں خیر وشر کا معرکہ دراصل اس زمان ومکان کی حسرت سامانیوں سے نبرد آزما ہونے ہی کا نام ہے۔ اس حوالے سے ابلیس کا تصور اسلامی فلسفے کی رو سے غیر اللہ یا اللہ تعالیٰ کے مخالف یا مقابل کی بجائے انسان دشمن کا ہے۔ اسی فلسفے کی بنیاد پر زمان ومکان کی دنیا کا خیر وشر کی دنیا سے نبرد آزما ہونا نہ صرف ضروری ہے بلکہ حقیقتاً ایک دوسرے کے بغیر ان کی ماہیت اور غایت بے معنی

ہو جاتی ہے۔

یہاں پروفیسر صاحب نے ایک بار پھر کلامِ اقبال سے مثالیں دیتے ہوئے واضح کیا کہ آدم اپنی فردوس خود تخلیق کرتا ہے۔ اور عمل تخلیق میں زمان و مکان کی بندشوں اور صعوبتوں سے ٹکرائے بغیر چارہ نہیں۔ انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کے مظہر اہرام مصر کو اقبال نے کچھ اس طرح اجاگر کیا ہے۔

اس دشت جگر تاب کی خاموش فضاؤں میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر
اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ سے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر؟
فطرت کی غلامی سے کر آزاد ہنر کو
صیاد ہیں مردانِ ہنر مند کہ نخچیر؟

یا ''پیام مشرق'' میں انسان اور خدا کے درمیان معروف مکالمہ

تو شب آفریدی، چراغ آفریدم
سفال آفریدی، ایاغ آفریدم
بیابان و کوہسار و راغ آفریدی
خیابان و گلزار و باغ آفریدم

کلام اقبال سے مسلسل مثالیں، پیام اقبال کی رفعتیں اور پروفیسر نعمان الحق صاحب کے جذب و شوق نے مقرر اور سامعین کو جس ہم آہنگی سے دوچار کر کے فضا پر جو سحر طاری کیا ہوا تھا، اس کی اگلی منزل کلامِ اقبال کا ادبی نظام تھا۔

پروفیسر صاحب نے حاضرین کو کلامِ اقبال کے ایک دلچسپ پہلو کی جانب توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ کلامِ اقبال کی تمثیلی جہت اس قدر نمایاں ہے کہ جرمن ماہر اقبالیات پروفیسر این میری شمل نے کسی محفل میں بتایا کہ ایک فرانسیسی ڈائریکٹر کلامِ اقبال کو مغربی اُپیرا کی طرز پر پیش کرنے کا خواہش مند ہے۔ اقبال کے کلام کا یہ پہلو بھی قرآنی وصف کی پیروی میں ہے۔ اس بارے میں انھوں نے قرآنی آیات کے حوالے سے تخلیقِ آدم اور ابلیس کے تمثیلی اور مکالماتی انداز کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اقبال نے بھی اسی انداز میں انسان کی تخلیق، اس کی تخلیق کا مقصد، جنت سے زمین کا سفر، فرشتوں کا الوداعی گیت اور روح ارضی کے استقبال کو مکالماتی اور ڈرامائی انداز میں پیش کر کے فکر اور فن کے امتزاج کو جو معراج بخشی ہے اس کی مثال اردو یا فارسی تو کیا دنیا بھر کے لٹریچر میں بھی مشکل ہی سے ملے گی۔

پروفیسر صاحب کے مطابق اقبال کے یہاں دنیائے علم و ادب کی تقریباً تمام اہم اور ہمہ گیر

شخصیات جمع ہیں۔ ان کے کلام میں جہاں حلاج و ابلیس اور رومی و گوئٹے کا مکالمہ ہے وہاں رومی اور غالب کا مباحثہ بھی ہے۔ جرمن شاعر گوئٹے کے مجموعہ دیوان مغرب کا جواب اقبال کے پیام مشرق میں موجود ہے۔ گویا زمان و مکان کی حدود سے آزاد فکر اقبال اور روایتی فن اسلوب کی تمام ترقیود و حدود سے ماورا فنی محاسن اقبال کے کلام کو جن بلندیوں پر پہنچاتی ہیں ان کا حد درجہ تقاضا یہی ہے کہ ہم اقبال کو علاقائیت، فرقہ واریت یا نسلی و لسانی حدود میں قید کرنے کی بجائے فکر اقبال کی ترویج و تشہیر کو ان گوشوں تک پہنچانے کی سعی کریں کہ جہاں تک ہماری موجودہ نسل کی رسائی ممکن نہیں۔ اقبال کا پیام پوری انسانیت کے لیے ہے اور اقبال کا مقام دنیا کے عظیم ترین مفکروں کی صف میں ہے۔ پیام اقبال کی آفاقیت اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم اس دولت گراں مایہ کو محدود مقید حبس زدہ محفلوں میں زنگ آلود کرنے کی بجائے مغرب و مشرق کی وسعتوں میں عام کریں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہماری وہ نسل جو مغرب میں پروان چڑھ رہی ہے اس نسل سے اس کے لہجے اور محاورے میں بات کر کے اسے اقبال کی عظمت سے روشناس کیا جائے۔

پروفیسر نعمان الحق کا انگریزی زبان میں خطاب لب و لہجے کی فنکارانہ پختگی، کلام اقبال کے فنی محاسن سے آگہی اور فکر اقبال سے جذباتی وابستگی کے تحت والہانہ انداز تقریر اور بروقت و برجستہ شعری حوالوں نے حاضرین محفل کو جس کیفیت سے دوچار کیا ہوا تھا اس کا اظہار ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے اختتام پر حاضرین کا والہانہ انداز میں کھڑے ہو کر پیش کیا جانے والا خراج تحسین تھا۔

پروفیسر نعمان الحق کی تقریر کے بعد ناظم تقریب ڈاکٹر تقی عابدی نے شام اقبال کے انعقاد کے سلسلے میں تصویری نمایش اور تنظیمی تعاون پر اقبال اکیڈمی کینیڈا کی جانب سے جناب سلیم خان اور ارشاد احمد صاحب کو تعریفی ایوارڈ دینے کے لیے اکیڈمی کے صدر جناب سجاد حیدر کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔ سجاد حیدر صاحب نے حاضرین کی پرستایش تالیوں کی گونج میں جناب سلیم خان اور ارشاد احمد کو ان کے پرخلوص تعاون کے اعتراف میں تعریفی ایوارڈ پیش کیے۔ اس مختصر سی تقریب کے بعد صدر تقریب، پاکستان کے سابق وفاقی وزیر مولانا سید وصی مظہر ندوی کو صدارتی کلمات کے لیے دعوت دی گئی۔

مولانا ندوی نے اپنے صدارتی خطبے کے آغاز میں مہمان مقرر پروفیسر نعمان الحق کے خطاب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس محفل میں محترم مہمان مقرر نے جس خوبصورت اور جامع طریقے سے اقبال کی ادبی عظمت اور فکری جامعیت کو بیان کیا ہے اس کے بعد ان موضوعات پر مزید گفتگو کی بجائے میں ایک ایسی بات کی جانب اشارہ کرنا چاہوں گا کہ جس بات کو کہنے کے لیے اس سے اچھی محفل ملنا مشکل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اقبال کے شیدائیوں کے نزدیک علامہ اقبال صرف شاعر ہی نہیں بلکہ عملی راہنما کا مقام رکھتے ہیں، اس لیے میں ان کے سامنے اقبال کا ایک ایسا شعر پیش کرنا چاہوں گا جس میں نہ صرف آج کی ملتِ اسلامیہ کی حالت زار بلکہ اس کا سبب اور اس سے نجات کا راستہ بھی بتایا گیا ہے۔

مولانا ندوی صاحب نے فرمایا کہ میں حاضرین کی توجہ اس جانب مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بلاشبہ اقبال کی شہرت عام ایک فلسفی اور عظیم شاعر کی حیثیت سے مسلم ہے لیکن اقبال نے صرف کلامی پیامبری کی بجائے عملی طور پر بھی ملتِ اسلامیہ کے مصلح کا کردار ادا کیا ہے۔ عالم اسلام اور خصوصاً مسلمانانِ ہند کی حالت پر ان کی گہری نظر تھی۔ علامہ اقبال نے الہ آباد کے خطبے میں پاکستان کا جو تصور پیش کیا تھا اس تصور کو عملی روپ دینے کے لیے قائداعظم محمد علی جناح کو انگلستان سے واپس ہندستان آ کر، اس نازک دور میں ہندستان کے مسلمانوں کی قیادت پر قائل کیا، جس دور کی تصویر انھوں نے ایک شعر میں اس طرح کھینچ کر رکھ دی ہے کہ اتنے اختصار سے اتنی خوبصورتی کے ساتھ اتنی جامع بات آج تک میری نظر سے نہیں گزری۔

حیرت ہوتی ہے کہ آج سے تقریباً ستر سال پہلے علامہ نے اس شعر میں جس صورت حال کی عکّاسی کی تھی ہم آج بھی اسی صورت حال سے دوچار ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں:

میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ وہ تیرِ نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی ہدف

اس شعر میں علامہ نے انتہائی خوبصورت انداز میں بتایا ہے کہ ملّت میں انتشار بپا ہے۔ لشکری شکستہ صف ہو گئے ہیں اور ہر طرح کے اختلافات نے ان کو گھیر کر مسلمانوں کو تقسیم کر دیا ہے۔ اس حالت سے نکلنے کا ایک حل یہ تھا کہ اس قوم کو اچھے قائد مل جاتے لیکن بدقسمتی سے اس سپاہ کے سالار نااہل یا بدکردار ہونے کے باعث اس قوم کی راہنمائی کی بجائے راہ کھوٹی کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ شعر کے دوسرے مصرعے میں تیر نیم کش سے مراد ملت کے پاس ہر قسم کی قوت اور وسائل موجود ہونے کے باوجود اپنے وسائل کو صحیح طرح استعمال نہ کرنے کا اشارہ ہے۔ مصرعے کے آخری حصے میں اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس ملت کے پاس کوئی ہدف نہیں، اس کی کوئی منزل نہیں، کوئی نصب العین نہیں۔ اس کے جتنے وسائل ہیں وہ نیم دلی کے ساتھ خرچ ہوتے ہیں۔ ان وسائل کا استعمال اس تیر نیم کش کی طرح ہے جس کی کمان کو اچھی طرح کھینچا نہیں گیا کہ وہ تیر پوری قوّت سے ہدف کی طرف جا سکے۔ بدقسمتی سے کوئی ہدف نہ ہونے کی وجہ سے یہ شکستہ صف بھی ہیں اور وسائل وقوت کو بھی ضائع کر رہے ہیں۔ مولانا وصی مظہر ندوی صاحب نے حاضرین محفل سے اپیل کی کہ وہ اقبال کی اس محفل سے صرف اس ایک شعر ہی کو اپنے ساتھ لے جائیں اور اس کی روشنی میں اصلاحِ ملت پر کمر باندھ لیں تو اس محفل کا اصل مقصد بھی پورا ہو سکتا ہے اور اقبال اکیڈمی کے ذمہ داروں کی محنت بھی وصول ہو جائے گی۔

مولانا ندوی کے فکر انگیز خطبہ صدارت کے بعد تقریب کا دوسرا سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔ تیسرے سیشن یعنی ڈنر کے انتظام کی ذمہ داری کو بہ احسن نبھانے کے لیے اقبال اکیڈمی کینیڈا کے بانی رکن اور صدائے پاکستان کے پروڈیوسر جناب ایوب قریشی دوپہر سے ہی مغل بنکوئٹ ہال میں موجود تھے۔ ان

کے زیر نگرانی تیار شدہ کھانوں اور حسن انتظام میں حاجی آفتاب ملک صاحب کی معاونت کو تمام حاضرین چٹخاروں کے ساتھ سراہتے رہے۔ پرتکلف ڈنر کے بعد کلام اقبال پر مبنی قوالی کا آغاز ہوا۔

ٹورانٹو کی معروف ادبی شخصیت اور اقبال اکیڈمی کینیڈا کے رکن جناب اشفاق حسین نے اس سیشن کے آغاز میں فنِ قوالی کے آغاز، ہندستان کی اسلامی ثقافت میں اس کی اہمیت اور قوالی اور کلام اقبال کی طویل روایت کو تفصیل سے بتاتے ہوئے اس محفل کے فنکاروں کا تعارف پیش کیا۔ استاد نصرت فتح علی خان کے شاگرد شاہد علی خان اور ان کے ساتھیوں ندیم شاہ، مبشر جعفری اور ہم نواؤں نے رات گئے تک منتخب کلام اقبال کو قوالی کے روایتی انداز میں پیش کیا۔ جناب شاہد علی خان نے حاضرین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ قوالی کی تاریخ میں شاید پہلی بار پوری محفل قوالی کو صرف کلام اقبال تک ہی محدود رکھا گیا ہے اور ان کی خوش قسمتی ہے کہ یہ اعزاز ان کے گروپ کے حصے میں آیا ہے۔

شامِ اقبال کے حاضرین کی تعریف و تحسین کے کلمات اور اقبال اکیڈمی کینیڈا کے صدر جناب سجاد حیدر کی جانب سے مقررین، ناظمین و حاضرین کے علاوہ معاون اداروں اور شخصیات کے شکریے کے ساتھ یہ محفل اپنے انجام کو پہنچی۔ سجاد حیدر صاحب نے خصوصی طور پر دل دل پاکستان ٹی وی کے جناب ارشد عثمانی، ویژن آف پاکستان ٹی وی کے جناب بشیر خان، وائس آف پاکستان کے جناب عادل تیموری، کاروان ریڈیو کی میزبان محترمہ عشرت نسیم، نور اسلام کے میزبان جناب اظہر طیبی اور اظہر بھٹی، ہفت روزہ ''پاکیزہ'' کے پبلشر جناب صبیح الدین منصور، ''اردو ٹائمز'' کے ایڈیٹر جناب اعظم گوندل، ''پاکستان پوسٹ'' کے پبلشر جناب آفاق خیالی، پندرہ روزہ ''آواز'' کے پبلشر جناب حمید الدین، ماہنامہ ''ترجمان'' کے پبلشر جناب سعادت علی خان اور ماہنامہ ''ایشین نیوز'' کے پبلشر جناب لطافت صدیقی کا شکریہ ادا کیا جن کے ٹی وی، ریڈیو اور جرائد کے ذریعے علامہ اقبال علیہ الرحمتہ کے نام و پیام کی خوشبو ہفتوں تک دل و دماغ کو معطر کرتی رہی۔

پروگرام کی وڈیو گرافی ٹورانٹو کے معروف وڈیو گراف جناب صابر گابا اور فوٹو گرافی کی ذمہ داری معروف و معتبر فوٹو گرافر جناب احمد حسین نے انجام دی۔ شامِ اقبال کی وڈیو حاصل کرنے کے لیے اقبال اکیڈمی کے جناب سجاد حیدر سے 416-467-1517 یا گابا وڈیو کے صابر گابا صاحب سے 905-275-0911 پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ (رپورٹ: سجاد حیدر)

............☆............

ڈیرہ غازی خان میں ذکرِ اقبالؒ

گذشتہ کئی برس سے بزم اقبال ڈیرہ غازی خان، فروغ اقبالیات کے لیے یوم اقبال کی تقریب کا اہتمام کرتی ہے۔ اس سال یہ تقریب ۱۶ نومبر ۲۰۰۲ء کو ''یونیورسٹی آف ایجوکشن کالج برائے ایلیمنٹری

ٹیچرز ٹریننگ ڈیرہ غازی خان کے اقبال ہال میں انعقاد پذیر ہوئی۔

تقریب میں طلبہ و طالبات ، اساتذہ اور معززین شہر نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت پرنسپل محمد ظفریاب قریشی نے کی۔ مہمان خصوصی آخوند ساجد مجید ایڈووکیٹ تھے جبکہ مہمان خصوصی محترمہ شاہدہ قریشی ایڈووکیٹ تھیں۔ نظامت کے فرائض غلام قاسم مجاہد بلوچ (صدر بزم اقبال ڈیرہ غازی خان) نے انجام دیے۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام الٰہی سے ہوا جس کی سعادت بی ایڈ کی طالبہ قاریہ حُسنیتہ الزہرہ نے حاصل کی۔ آنحضرتؐ کے حضور گل ہائے عقیدت جمیلہ بیگم نے پیش کیے۔ خودی کا سرنہاں لاالہ الا اللہ نظم گل مانی اور حانی گل قیصرانی نے مترنم انداز میں پڑھی۔

طلبہ میں سے سب سے پہلے عزیز احمد گلیانی بلوچ متعلم بی ایڈ نے ''اقبال کا تصور توحید'' پر اظہار خیال کیا۔ انھوں نے کہا کہ ''اقبال صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ''اکبر'' جانتے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا جب تک یہی یقین پختہ رہا مسلمان غالب رہے۔ جب یہ گمان میں بدلا تو مغلوب ہو گئے۔

بی ایڈ کی طالبہ شاہدہ بلوچ نے ''اقبال کا نظریہ خودی'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ خودی اقبال کا مرکزی خیال ہے۔ یہ شعور ذات و معرفت الٰہی کا نام ہے۔ خود شناسی اور خدا شناسی لازم و ملزوم ہیں۔ خودی اس سعی کا نام ہے جو انسان کو حالت جبر سے مرتبہ اختیار پر فائز کرتی ہے۔ یہ جہد مسلسل کا نام ہے۔ خودی گدا گر کو شہنشاہی کے مرتبے پر فائز کرتی ہے۔ انسان کی تکمیل بیداری خودی سے ہے۔

وسیم حسن راجا متعلم بی ایڈ نے کہا کہ آنحضرتؐ اقبال کے آئیڈیل ہیں۔ اقبال نے قرآنی آیت اشداء علی الکفار و رحماء بینھم (۴۸:۲۹) کو کس خوب صورتی سے شعری قالب میں ڈھالا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مرد مومن کے مرتبے پر فائز ہونے کا راز انھوں نے اتباع رسولؐ کو قرار دیا۔

بی ایڈ کی طالبہ عظمیٰ رشید نے ''اقبال کا تصور تعلیم'' پر روشنی ڈالی۔ ان کے مطابق اقبال پہلے اسلامی تعلیمات اور پھر دنیاوی و سائنسی تعلیمات کے حصول کی تلقین کرتے ہیں۔

طاہرہ یاسمین طالبہ بی ایڈ نے اقبال کے منتخب اشعار سنائے۔ فرخندہ بی بی نے کہا اقبال نے ۱۹۳۰ء کے خطبے میں دو قومی نظریہ پیش کیا اور مسلمانوں کو آزاد، باوقار اور خود مختار بننے کے لیے عملی اقدام اٹھانے کا اشارہ کیا۔

گل حانی اور حانی گل قیصرانی نے اقبال کی نظم ''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے'' مترنم انداز میں پیش کی۔ ملٹن کی *Paradise Lost* کے اسلوب کے برعکس اس نظم میں اقبال نے اولاد آدم کو ارضی و سماوی چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کا درس دیا ہے۔

منیر احمد حمید بزدار نے کارل مارکس کے اشترا کی فلسفہ، سرمایہ دارانہ نظام اور اسلامی ملکیت پر ''اقبال کا تصور معیشت'' کے حوالے سے تقریر کی۔ انھوں نے اقبال کو مزدور اور غریب کا ہمدرد شاعر قرار دیا کہ:

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امرا کے در و دیوار ہلا دو

نازک شہزاد نے ''سرائیکی میں اقبال شناسی کی روایت'' کے حوالے سے مقالہ پیش کیا۔ مہمان خصوصی شاہدہ قریشی ایڈووکیٹ نے اقبال کو ''کردار ساز'' قرار دیا۔

صدر تقریب محمد ظفریاب قریشی پرنسپل نے اپنی تقریر کا آغاز اقبال کے اس شعر سے کیا

خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نور بصیرت عام کر دے

انھوں نے کہا ہم ایسی ملی تقریبات کا انعقاد جاری رکھیں گے۔ ''یوم اقبالؒ'' کی اس تقریب کے بعد ان شاء اللہ ''یوم قائداعظم'' کا انعقاد کیا جائے گا تا کہ ایسی تقریبات سے طلبہ کی تربیب ہوتی رہے۔ چراغ سے چراغ جلے یوں روشنی نئی نسل تک پہنچتی رہے۔ انھوں نے طلبہ کو مشورہ دیا کہ وہ اقبال کا مطالعہ کریں۔ افکار اقبال وسعت نظر پیدا کرتے ہیں۔ فکر اقبال مختلف الجہت ہے۔ وہ قدیم و جدید کو فلسفیانہ نظر سے دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اقبال اپنے قاری کو کبھی مایوس نہیں کرتے۔ انھوں نے کالج کے ہال کو علامہ اقبال کے نام سے موسوم کرتے ہوئے اسے اقبال ہال قرار دیا۔ یہاں اقبال کی پورٹریٹ آویزاں کی گئی۔ اس موقع پر پہلی بار اقبال اکیڈمی لاہور، بزم اقبال لاہور اور دیگر اشاعتی اداروں کی ۱۴۴ اہم اقبالیاتی کتب کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔　　(رپورٹ: غلام قاسم مجاہد بلوچ)

............☆............

صوبہ بلوچستان میں تقاریب سالِ اقبال

۲۰۰۲ سالِ اقبال کی مناسبت سے تعلیمی اداروں میں متعدد تقاریب منعقد ہوئیں۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے بھر پور تعاون کیا اور کتابوں کی صورت میں بہت سے انعامات مہیا کیے جنھیں درج ذیل مختلف تقاریب میں اکادمی کے ڈائریکٹر جناب محمد سہیل عمر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تقسیم کیا گیا۔ ان کتابوں سے پاکستانی کلچر کے فروغ کی تحریک کو بھی بڑی تقویت پہنچی۔ اس موقع پر ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی کتابیں بلوچستان میں فروغ اقبالیات اور بچوں کے لیے ایک جیبی کتاب ......اقبال اور قائداعظم پاکستان شائع ہو کر مقبول عام ہوئیں۔

سال اقبال کی تقاریب مندرجہ ذیل اداروں میں ہوئیں:

۱۔ گورنمنٹ پاک گرلز ہائی سکول کوئٹہ میں اقبال کی تقریب، ۱۹۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء
۲۔ گورنمنٹ گرلز کالج سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ میں ہفتہ اقبال کا آخری پروگرام ۳۱۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء
۳۔ گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن، کوئٹہ میں ہفتہ اقبال کا آخری پروگرام ۲ نومبر ۲۰۰۲ء

ان تقاریب کا مختصر حال درج ذیل ہے:

............☆............

گورنمنٹ پاک گرلز ہائی سکول کوئٹہ میں سال اقبال

پاک گرلز ہائی سکول کوئٹہ میں بھی سال اقبال کی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے کی جو بلوچستان میں اقبالیات کے ممتاز محقق ہیں۔ تقریب میں بچیوں نے کلام اقبال کے حوالے سے بیت بازی کے مقابلے میں حصہ لیا اور بچوں کی نظموں پر ٹیبلو پیش کیے گئے۔ میز بان شفق گل تھیں جب کہ تقریب میں حرا اسد فاطمہ، اسما خالد، طاہرہ ارشد، عافیہ، شمائلہ حسین اور حبیبہ نے حصہ لیا۔ اقبال اکادمی پاکستان کی طرف سے انعامات تقسیم کیے گئے۔

............☆............

گورنمنٹ گرلز کالج سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ میں ہفتہ اقبال

سال اقبال کے حوالے سے گورنمنٹ گرلز انٹر کالج سیٹلائٹ ٹاؤن میں ہفتہ اقبال کا انعقاد کیا گیا۔ مہمان خصوصی ڈاکٹر انعام الحق کوثر تھے۔ میز بان کے فرائض افشاں سلیم نے انجام دیے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت عارفہ نے حاصل کی۔ نعت رسول مقبول کا شرف سحرش چودھری نے حاصل کیا۔ اس تقریب میں سردار حسین موسیٰ گرلز انٹر کالج (سردار نثار کالج) کی پرنسپل مسرت نجمی اور بروری روڈ گرلز کالج کی پرنسپل کشور رضا نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے کہا کہ میں کالج اور طالبات کی کارکردگی سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ سیرت اکیڈمی کے ساتھ ساتھ اقبال اکیڈمی لاہور نے بھی اپنی جانب سے تحائف بھیجے ہیں اور یہ تیسری تقریب ہوگی جس میں اقبال اکیڈمی لاہور کی جانب سے بھی تحائف دیے جائیں گے۔ تحفے اور انعام کی اپنی ایک قدر و منزلت ہوتی ہے اور کتاب تو ہمارے ساتھ ساتھ چلتی ہے کبھی ضائع نہیں ہوتی ہمیشہ کام آتی ہے۔ پڑھی جاتی ہے۔ ہم پڑھتے ہیں اور ہمارے ساتھ دوسرے بھی پڑھتے ہیں۔ انھوں نے پرنسپل صاحبہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ میں اس بات سے متفق ہوں کہ سال اقبال صرف اس ایک سال کے حوالے سے نہیں منانا چاہیے۔ انھوں نے مزید کہا کہ علامہ اقبال کو عوام تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ان کا کام اور افکار عوام پر واضح ہو سکیں۔

مہمان خصوصی سے قبل کالج کی پرنسپل کوثر یاسمین آغا نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا اقبال قومی روح کی بیداری اور تصور پاکستان کے خالق تھے۔ ان کے لیے صرف ایک سال کام کرنا انتہائی ناکافی ہے ان کی علمی، ادبی، ملی و بین الاقوامی شخصیت کی تعلیمات عام کرنا بہت ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں کے علاوہ مختلف اداروں کو بھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ شاعر مشرق کی ذات ہمہ گیر ہے ان کی آواز برصغیر کے ادب میں سب سے موثر ہے لیکن اقبال کو سمجھنے کے لیے ذہن کو مخصوص سطح پر لانا ضروری ہے یہ اقبال کی آواز وافکار کی تاثیر ہی تھی جس نے ہر خاص و عام کو متوجہ کیا لوگوں میں تڑپ پیدا کی انھیں نیا جوش و ولولہ دیا۔ اللہ ہمیں اقبال کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اقبالیاتی خدمات کے سلسلے میں انھوں نے ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ان جیسی شخصیت نے ہمارے کالج میں قدم رکھا۔

مس مسرت نجمی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک کامیاب سلسلہ ہے اور میں دعا گو ہوں کہ یہ کالج اسی طرح دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ پروگرام میں ٹیبلوز، تقاریر کے علاوہ کلام اقبال پیش کیا گیا۔ کالج کی لیکچرار کوثر بٹ نے علامہ اقبال کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ اور ان کی شاعری و افکار کے حوالے سے بھی بات کی۔ سحرش چودھری نے اظہار خیال کرتے ہوئے مسلمانوں کی غلامی کا حوالہ دیتے ہوئے علامہ اقبال کو آزادی کی امید کی کرن ثابت کیا۔ نازیہ بانیہ نے مضمون ''اقبال کی فریاد'' سے اقتباسات پیش کیے۔ فاطمہ کاکڑ نے انگریزی میں بہت خوبصورت انداز میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ وہ محض شاعر اور فلسفی نہیں تھے بلکہ اللہ کے قریبی دوست بھی تھے، انھوں نے شاعر، فلسفی اور سیاست دان کا کردار بہت اچھی طرح سے نبھایا وہ صحیح معنوں میں عملی مفکر تھے سیاسی خدمات، سیاسی رجحانات اور سیاسی افکار کے حوالے سے ان کی کاوشیں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ متعدد طالبات نے نہایت عمدہ انداز میں کلام اقبال پیش کیا۔ طالبات کے مختلف گروہوں نے اقبال کی بعض منظومات (جگنو۔ لب پہ آتی ہے دعا۔ ماں کا خواب) کے ٹیبلو پیش کیے۔ اس کے بعد ''اقبال اور سیاست'' کے موضوع پر ایک تقریری مقابلہ اور ایک اقبال کوئز منعقد ہوا۔

آخر میں انعامات دیے گئے اور یہ پروقار تقریب اختتام کو پہنچی۔

تقریری مقابلہ جس کا موضوع ''اقبال اور سیاست'' تھا اس میں فاطمہ کاکڑ فرسٹ، نازیہ بانیہ سیکنڈ اور زرین شوکت تھرڈ رہیں۔ اقبال کوئز میں فاطمہ کاکڑ، غزل یوسف اور نازیہ بانیہ بالترتیب فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ رہیں۔ اقبال کی نظموں پر ٹیبلو پیش کیے گئے جس میں فرسٹ ایئر کے ٹیبلو نے فرسٹ اور سیکنڈ پوزیشن حاصل کی جبکہ سیکنڈ ایئر کا ٹیبلو تھرڈ رہا۔ فرسٹ ایئر کی طالبات زاہدہ بلوچ، نوشین کنول، ثنا علیٰ رومانہ عالم، سبین رفیق، غزالہ انور، رابعہ شبیر، عاصمہ اعوان، شکیلہ فردوس، سعدیہ اشتیاق اور مریم بشیر محمد اور سیکنڈ ایئر کی طالبات محمودہ، ماریہ، سارہ خلجی، پری گل، آمنہ، مہوش، نوشین،

صائمہ موسیٰ، زرافشاں اور عترت کو انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ ان کے علاوہ سائرہ عباس، مریم بشیر احمد، ریحانہ شریف، حمیرا عبدالرزاق، فائزہ نذیر اور انیتا کماری، سکینڈ ایئر میں عارفہ بی بی، عائشہ ارشد، عمارہ اشرف اور نیلوفر کو انعام دیا گیا۔ قاریہ کے لیے عارفہ بہترین نعت خواں کے لیے سحرش چودھری، بیسٹ کمپیئر کے لیے نازیہ بانیہ، بیسٹ ڈیبیٹر کے لیے سحرش چودھری سنگر کے لیے عمارہ اور بیسٹ پلیئر کے لیے عائشہ ارشد کو انعام دیا گیا۔ فرسٹ ایئر کی طالبات میں قاریہ کے لیے مریم شیر محمد، نعت خواں کے لیے عاصمہ اعوان، کمپیئر کے لیے افشاں سلیم اور ڈیبیٹر کے لیے فاطمہ کاکڑ کو ہی انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

............☆............

گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جناح ٹاؤن میں تقریب اقبال

یوم اقبال کے حوالے سے انٹر کالج جناح ٹاؤن میں تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس پر وقار تقریب کے مہمان خصوصی ڈاکٹر انعام الحق کوثر تھے تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس تقریب کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ کلام اقبال تحت اللفظ پیش کرنے کے بعد دوسرے مرحلے میں مقالے پیش کیے گئے۔ منتظمین میں حمیرا واحد، گلنار رشید اور مسز رضوانہ شامل تھیں۔ مہمان خصوصی ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا: علامہ اقبال کے افکار کو عام کیا جائے، جب کوئی ایک قدم بڑھاتا ہے تو آہستہ آہستہ کئی لوگ شامل ہو جاتے ہیں گویا سفر کے آغاز میں ایک فرد سے سفر شروع ہوتا ہے لیکن کچھ راستہ طے ہونے تک یہ فرد اکیلا نہیں رہتا بلکہ کاروان کی صورت میں آگے بڑھتا ہے۔ حسب ذیل طالبات نے کلام اقبال، تحت اللفظ پیش کیا: صائمہ نوشین، فہمیدہ، صائمہ حسن، اسماء شبیر، فرحانہ نسیم اور طاہرہ یاسمین نازش اور عاصمہ یاسمین نے ترنم سے کلام اقبال پیش کیا۔

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر

دوسرا مرحلہ مقالات کا تھا۔ پرنسپل انٹر کالج جناح ٹاؤن مسز آفتاب مسرور نے اپنے مقالے میں کہا کہ اسلام وہ زندہ مذہب ہے جس نے لوگوں کی دنیا بدل دی، جب تک مسلمان تعلیم حاصل نہ کرتے ترقی ناممکن تھی۔ علامہ اقبال نے ان کی علمی حالت سدھارنے کے لیے کام کیا، انھوں نے سرسید احمد خان کے کام کو آگے بڑھایا۔ انھوں نے کہا ہمارا مذہب ہمدردی، محبت، خلوص اور یگانگت کا درس دیتا ہے۔ وہ ملت کبھی باقی نہیں رہتی جس میں اتحاد نہ ہو۔ انھوں نے اقبال کے حوالے سے کہا کہ

اقبال عورت کی عظمت کے قائل تھے۔ مس زکیہ نذیر نے اقبال اور شاعری کے عنوان کے تحت اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اقبال کے اصلاحی اور اخلاقی پہلوؤں سے سب واقف ہیں۔ انھوں نے ہندستان کے مسلمانوں کی غلامانہ ذہنیت کو بدل کر رکھ دیا، انھوں نے خود اعتمادی اور خود داری کا درس دیا، انھوں نے حضور اکرمؐ کی تقلید کی ترغیب دی، ان کا بصیرت افروز پیغام آج بھی دنیا کے لیے مشعل راہ ہے انھوں نے فلسفہ جمال پیش کیا، ان کی برجستگی اور روانی دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ وہ ایسے فنکار تھے، جن کی نگاہ بلند اور سخن دلنواز تھا۔ اقبال کے مطابق ارواح محفوظ رہتی ہیں، شعور زندہ رہتا ہے یعنی مادی طور پر موت ہو جاتی ہے روحانی طور پر نہیں۔

مسز عصمت جمال نے اقبال اور تصور شاہین کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔ انھوں نے کہا کہ اقبال آفاقی شاعر ہیں۔ ان کی شاعری گل وبلبل کی داستان نہیں، ایک پیغام ہے۔ انھوں نے اپنے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے اور روحانی تربیت کے لیے کئی تصورات پیش کئے۔ تصور مومن، زندگی، خودی، خون جگر، جبر و اختیار اور بھی کئی تصورات ان میں شامل ہیں۔ انھوں نے جو تصور نوجوانوں کے لیے منتخب کیا وہ تصور شاہین تھا۔ شاہین کی خوبیاں اقبال کی طرز تعلیم سے معمور ہیں اس لیے کہ یہ اقبال کا محبوب ترین پرندہ ہے۔ اقبال نوجوانوں میں خود داری، بے نیازی، دور اندیشی، بلند ہمتی جیسی صفات دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ نوجوانوں کو جستجو، جرأت فکر، اور مسلسل جدوجہد کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک متحرک رہنا اور مسلسل عمل بہت اہم ہے، ان کے مطابق اگر ہمارا نوجوان شاہین کی صفات اپنا لے تو ناکام ہونے کے بجائے کامیاب زندگی کا مالک ہوگا۔

مسز امینہ رسول نے علامہ اقبال اور عشق رسولؐ کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ انھوں نے کہا کہ اقبال فلسفی بھی تھے اور شاعر بھی۔ ان کے کلام نے انھیں امر کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عظیم آفاقی رہنما بھی تھے۔ آپ کی غزلوں کا ایک ایک شعر ایسا ہے کہ اس پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

(رپورٹ: شاہین اسماعیل)

............☆............

مرکزیہ مجلس اقبال کا جلسہ

حسب روایت اس سال بھی مرکزیہ مجلس اقبال کا جلسہ ۹ نومبر ۲۰۰۲ کو منعقد ہوا جس میں مقررین نے علامہ اقبال اور قائداعظم کے افکار کی روشنی میں پاکستان کی سیاسی، عمرانی اور معاشی تشکیل کے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ تقریب میں جناب مجید نظامی، ڈاکٹر جاوید اقبال، قاضی حسین احمد، عارف نظامی مدیر ''نیشن''، منیب اقبال اور پروفیسر عبدالجبار شاکر نے خطاب کیا۔

............☆............

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں یوم اقبال

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے شعبہ اسلامیات نے ۱۰ نومبر ۲۰۰۲ء کو ''اقبال لیکچر'' کا اہتمام کیا۔ اس کا موضوع تھا: ''اقبال کا تصور اسلام'' ڈاکٹر وحید عشرت نے خطاب کرتے ہوئے کہا: اقبال نے اسلام کو ایک نظام حیات کے طور پر پیش کیا اور اسلام کے حرکی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

............☆............

نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن اور پاکستان ورکر ٹرسٹ میں ہفتہ اقبال

ایوان کارکنان تحریک پاکستان ٹرسٹ اور نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن کے تحت ہفتہ اقبال منایا گیا جس میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے فکر اقبال پر لیکچر دیا۔ علاوہ ازیں سکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کے درمیان متعدد مقابلے اور سیمینار منعقد ہوئے۔ جن میں جناب مجید نظامی نے اہم کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر رفیق احمد اور ڈاکٹر منیر الدین چغتائی اور بہت سے دیگر سکالر حضرات نے علامہ کے فن اور افکار پر اظہار خیال کیا۔

............☆............

چلڈرن کمپلیکس لاہور میں یوم اقبال

بچوں کی ایک تنظیم چلڈرن ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام یوم اقبال کی تقریب منعقد ہوئی، شعیب بخاری (چیئر مین) اس کے روح رواں تھے۔ بچوں نے علامہ اقبال پر تقاریر کے ساتھ کلام اقبال پڑھا اور ٹیبلو پیش کیے۔ تقریب میں مہمان خصوصی ڈاکٹر وحید عشرت، مہمان مقررین میں محترمہ بشریٰ رحمٰن، راشد صاحب (قطر)، امجد اسلام امجد اور سوشل ویلفیئر کے ڈائریکٹر نے خطاب کیا۔ آخر میں مہمانوں نے بچوں میں انعامات تقسیم کیے۔

............☆............

سالِ اقبال

اقبال اکادمی پاکستان کے منصوبے

(عبوری رپورٹ: جولائی ۲۰۰۲ تا دسمبر ۲۰۰۲ء)

وفاقی حکومت نے ۲۰۰۲ء کو سال اقبال کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ صدر پاکستان/ چیف ایگزیکٹوسیکرٹریٹ کی ہدایت پر اقبال اکادمی پاکستان کو یہ ذمہ داری تفویض کی گئی کہ وہ اس موقع کی مناسبت سے تجاویز مرتب کرے۔ اقبال اکادمی نے یہ تجاویز مرتب کر کے اپنی مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد وفاقی حکومت کو پیش کیں۔ وفاقی وزارت ثقافت، چیف ایگزیکٹوسیکرٹریٹ اور فنانس ڈویژن نے ان تجاویز کا جائزہ لیا اور اقبال اکادمی کو ہدایت کی کہ وہ قومی سطح پر علمی اور ادبی نوعیت کے پروگرام بروئے عمل لائے۔

اقبال اکادمی پاکستان نے انفارمیشن ٹیکنالوجی، ملکی اور غیر ملکی سطح پر اقبالیات کے فروغ کی مختلف سرگرمیوں، لائبریری خدمات کی فراہمی اور علمی تحقیق کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں اقبال ریویو اور اقبالیات جیسے علمی جرائد اور اقبالیات پر متعدد کتب شائع کیں۔ سی ڈیز اور ملٹی میڈیا سی ڈیز تیار کرنے کے سلسلے میں کچھ اہم پیش رفت ہوئی۔ اس اکادمی نے ''علامہ اقبال کوم'' کے نام سے ایک اعلیٰ اور معیاری ویب سائٹ تیار کی ہے جو شاید سرکاری اداروں کی طرف سے تیار کی گئی ویب سائٹ سے بہت زیادہ نفیس، عمدہ اور شاندار ہے۔ اقبال اکادمی نے ''ٹرولٹی لینگول لائبریری ڈیٹا بیس مینجمنٹ سافٹ ویر'' بھی ڈیزائن کیا ہے جو سافٹ ویر کے شعبے میں ایک نمایاں اور قابل فخر کامیابی ہے۔

سالِ اقبال کے پہلے چھے ماہ کے دوران اقبال اکادمی نے جو نمایاں کامیابیاں حاصل کیں یہ ان کی عبوری قرارداد ذیل میں پیش کی جا رہی ہے:

۲۰۰۲ء علامہ اقبال کا ۱۲۵ واں سال پیدایش ہے۔ حکومت پاکستان نے اس مناسبت سے اسے سرکاری سطح پر ''سال اقبال'' کی حیثیت سے منانے کا فیصلہ کیا۔ قومی پریس، ویب سائٹ اور ای میل کے ذریعے ''سال اقبال'' کا پروگرام مشتہر کیا گیا اور عوام سے اس سال کو بہتر سے بہتر طور پر منانے کے بارے میں تجاویز بھجوانے کی درخواست کی گئی۔ یہ بات اطمینان بخش رہی کہ مختلف اداروں اور عوام کی ایک بڑی تعداد نے اکادمی کی درخواست کے جواب میں تجاویز بھجوائیں۔ ان میں سے بعض تجاویز اکادمی کے پروگرام میں شامل نہیں تھیں، انھیں بھی پروگرام کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہ مجوزہ پروگرام وفاقی کابینہ کو منظوری کے لیے بھیجا گیا۔ اس پورے منصوبے پر عمل درآمد کے سلسلے میں ۳۰ ملین روپے

اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا۔ فنانس ڈویژن نے صرف ۸ ملین روپے کی منظوری دی، چار ملین روپے سال گذشتہ ۲۰۰۱ـ۲۰۰۲ء کی ضمنی گرانٹ کے اور چار ملین روپے سال دوران کے مالی سال ۲۰۰۲ء ـ ۲۰۰۳ء کے لیے۔ اقبال اکادمی نے اس سال جولائی ۲۰۰۲ء میں چار ملین روپے بطور گرانٹ وصول کیے۔

سال اقبال کے پہلے چھے ماہ جولائی ۲۰۰۲ء تا دسمبر ۲۰۰۲ء تک کے عرصے میں اقبال اکادمی نے جو نمایاں کام کیے وہ حسب ذیل ہیں:

عالمی کانفرنس

عالمی اقبال کانفرنس کا انعقاد ۹ نومبر ۲۰۰۲ء کو ہونا قرار پایا تھا اور اس کا افتتاح صدر پاکستان کو کرنا تھا مگر اکتوبر میں عام انتخابات اور نومبر میں رمضان المبارک کی وجہ سے کانفرنس اپریل ۲۰۰۳ء تک ملتوی کرائی گئی۔ وفاقی وزارت ثقافت کے ذریعے صدارتی سیکرٹریٹ کو تجاویز بھجوائی گئیں۔ جن کی منظوری حال ہی میں موصول ہوئی ہے۔ لہٰذا اقبال عالمی کانفرنس ۲۱ اپریل ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوئی۔

بیرون ملک اقبال سیمینار:

مختلف ممالک میں قائم پاکستانی سفارت خانوں نے اپنے اپنے ملک کے مقامی ماہرین اقبالیات کے تعاون سے یوم اقبال کے خصوصی پروگرام اور سیمینار منعقد کیے۔ پاکستانی سفارت خانہ ملائیشیا نے اسلامی یونیورسٹی ملائیشیا کے اشتراک سے علامہ اقبال پر ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اکادمی نے اس کانفرنس کے انعقاد میں ہر سطح پر معاونت کی۔ اس کے علاوہ کینیڈا، ناروے، تاجکستان اور برطانیہ میں بھی اقبال تقاریب منعقد ہوئیں۔

اندرون ملک سیمینار:

چاروں صوبوں (بہ شمول آزاد کشمیر) میں صدر مقامات پر بعض دوسرے شہروں میں بھی مختلف اداروں نے بہ سلسلہ سالِ اقبال متعدد پروگرام منعقد کیے جن کا اہتمام یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں نے کیا تھا۔ یوں ہر ادارے نے اپنی اپنی سطح پر اقبال کے فکر و فن کے حوالے سے سیمینار، مذاکرے اور ٹیبلو کے پروگرام پیش کیے۔

مختلف النوع اقبالیاتی پروگرام

حکومت آزاد کشمیر کی اور پاکستان کی چاروں صوبائی حکومتوں اور ان کے محکمہ ہائے تعلیم نے سکول اور کالج کی سطح پر اقبال کی شخصیت اور فکر و فن کے حوالے سے سیمینار اور خصوصی کوئز پروگرام کروائے۔ اس کے علاوہ اقبال کی شاعری پڑھنے، بیت بازی، مباحثے، اقبال کے موضوعات پر تقریری مقابلے اور مقالات نویسی کے مقابلے بھی کروائے گئے۔

یادگاری ٹکٹوں کا اجرا

محکمہ ڈاک حکومت پاکستان نے سالِ اقبال کے موقع پر یادگاری ٹکٹ جاری کیے۔ اقبال اکادمی پاکستان نے ان ٹکٹوں کے لیے موزوں تصاویر کا انتخاب کیا اور علامہ کی زندگی اور فن پر مختصر تحریریں بھجوائیں۔

قومی صدارتی اور بین الاقوامی اقبال ایوارڈ

''صدارتی اقبال ایوارڈ'' فکر اقبال کے مطالعات اور تنقید و تحقیق کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ مذکورہ ایوارڈ کے ذریعے حکومت علامہ اقبال پر مطالعے اور تحقیق کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اقبال اکادمی پاکستان حکومت پاکستان کی طرف سے قومی اور بین الاقوامی صدارتی اقبال ایوارڈ کا اہتمام کرتی ہے جن کا سلسلہ ۱۹۸۱ء سے شروع ہے اور ہر تین سال بعد یہ ایوارڈ دیے جاتے ہیں۔ گذشتہ چھے سال کے دوران اقبال اکادمی نے علامہ اقبال پر چھپنے والی کتب کا جائزہ لیا اور ماہرین کی کمیٹی نے ایوارڈ کا فیصلہ کیا جو اپریل میں بین الاقوامی کانفرنس کے موقع پر دیے جائیں گے۔

اقبال پر سیریل

فنانس ڈویژن حکومت پاکستان کی ہدایت پر اقبال پر سیریل کے منصوبے کو ترک کر دیا گیا ہے کیونکہ اس کے لیے ضروری مالی وسائل دستیاب نہیں۔ اب یہ معاملہ ایوان اقبال، لاہور کی مجلس انتظامیہ کو پیش کیا گیا ہے تاکہ وہ اس کے لیے وسائل مہیا کرنے کا بندوبست کرے۔

یاد رہے کہ اقبال اکادمی پاکستان نے علامہ اقبال پر سیریل کے لیے بنیادی مواد بڑی محنت سے تیار کر دیا ہے۔ جو حیات اقبال کے مستند حوالوں پر مبنی ہے۔ یہ تمام مسالہ یا مواد تحریری صورت میں ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سال اقبال کا یہ ایک اہم منصوبہ ہے۔

نمایشیں

سال اقبال کے دوران ۱۹ نمایشیں منعقد کی گئیں جن میں علامہ اقبال کی تصاویر، کتب، رسائل، آڈیو وڈیو، سی ڈیز اور پینٹنگز بھی شامل تھیں۔ (دیکھیے ضمیمہ 1)

متحرک تعلیمی/تصویری نمایش اور اقبال پر خطبات

ایک نیا خیال فکر اقبال کے فروغ کے لیے پیش کیا گیا ہے کہ ایک متحرک یا گشتی نمایش سکولوں و کالجوں کی سطح پر منعقد کی جائے۔ تاکہ دور دراز کے طلبہ بھی فکر اقبال سے آگاہ ہوں۔ اس نمایش میں علامہ کی تصاویر پر سال کے حوالے سے کتب کی نمایش، رسائل کی نمایش کے ساتھ ساتھ آڈیو کیسٹ، سی ڈیز، پینٹنگز، نوادرات اور خطبات کا سلسلہ ہوگا اور اقبال پر ورکشاپ بھی ہوگی۔ یہ گشتی نمایش تیاری

کے مراحل میں ہے۔ اس کا افتتاح اپریل میں ہوگا۔

عطیات

مختلف اداروں، لائبیریوں، سفارتی مشنوں اور بعض سرکاری محکموں کو اقبال پر کتب یا رسائل، بروشر اور آڈیو وڈیو کیسٹوں کی بڑی تعداد عطیہ کے طور پر پیش کی گئی ہے۔

فروغ اقبالیات بذریعہ ذرائع ابلاغ

اس دوران اقبال اکادمی پاکستان کی توجہ اور تعاون سے ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دوسرے ذرائع سے فروغ اقبالیات کے ضمن میں حسب ذیل کام انجام دیے گئے۔

۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن دونوں پر گذشتہ پچاس سالوں کے بہترین اقبالیاتی پروگرام براڈ کاسٹ اور ٹیلی کاسٹ ہوئے اور اب بھی نشر ہو رہے ہیں۔

۲۔ اقبال اکادمی پاکستان نے ٹیلی ویژن کے تعاون سے ''آئینۂ اقبال'' کے نام سے علامہ کی تصانیف، شاعری اور تحریروں کے مختلف النوع بارہ پروگرام پیش کیے۔

۳۔ ''ذوق آگاہی'' کے نام سے پاکستان ٹیلی ویژن نے ایک اقبال کوئز پروگرام پیش کیا۔ جس کے لیے اقبال اکادمی پاکستان نے تعاون کیا۔ یہ پروگرام قومی سطح پر ٹیلی کاسٹ ہوا۔

۴۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن نے اقبال اکادمی کے تعاون سے علامہ اقبال ریڈیو کوئز قومی سطح پر پیش کیا۔ یہ پروگرام لاہور، کراچی، کوئٹہ، پشاور، مظفرآباد کے بعد اسلام آباد سے بھی براڈ کاسٹ ہو گا۔ (دیکھیے ضمیمہ ۲)

انفرمیشن ٹیکنالوجی

ویب سائٹ: اقبال اکادمی دوسرے مرحلے میں اپنی ویب سائٹ میں توسیع کر رہی ہے۔ جس میں متعدد اندراجات کا اضافہ ہوگا۔ ساونڈ فائل۔ اقبال کے اردو اور فارسی کے متون شامل ہوں گے۔ آڈیو وڈیو مواد شامل ہوگا۔ جس کا معیار عالمی سطح کا ہوگا۔ اس پر کام جاری ہے۔ اس کا افتتاح اپریل ۲۰۰۳ء کو عالمی اقبال کانفرنس کے موقع پر ہوگا۔

انٹرنیشنل ویب پیج مقابلہ: اس امر کے انتظامات کیے گئے ہیں کہ علامہ اقبال پر بہترین ویب پیج کا مقابلہ منعقد کیا جائے۔ اس کے لیے معقول رقم بطور انعام مختص کی گئی ہے۔ جو تین مقابلے جیتنے والوں کے لیے ہوگی۔ اس کا افتتاح بھی اپریل ۲۰۰۳ء میں ہونے والی عالمی کانفرنس کے موقع پر کیا جائے گا۔ (دیکھیے ضمیمہ ۳)

پہلا کثیر اللسانی لائبریری سافٹ ویر

اقبال اکادمی پاکستان نے اپنا ایک نہایت اہم اور مفید منصوبہ مکمل کر لیا ہے۔ اس کا تعلق

لائبریری سروس سے ہے جو نہایت اہم اور بنیادی نوعیت کی تحقیق میں معاون ہو گا۔ اس سے دنیا بھر کے محققین استفادہ کریں گے۔ موجودہ سافٹ ویر کے جملہ پروگراموں میں بہترین ہے۔ اس کا افتتاح بھی اپریل ۲۰۰۳ء میں عالمی کانفرنس کے موقع پر کیا جائے گا۔ (دیکھیے ضمیمہ ۴)

اقبال سائبر لائبریری

سال اقبال کے منصوبوں میں سے ایک قابل فخر منصوبہ اقبال سائبر لائبریری کا قیام ہے جو اردو کا اپنی طرز کا پہلا کتب خانہ ہے۔ مطالعہ اقبال کے ضمن میں یہ محققین کو بہترین سہولت فراہم کرے گی۔ (دیکھیے ضمیمہ ۵)

اقبال البم

اپریل ۲۰۰۳ء میں علامہ اقبال پر، البم پیش کی جائے گی جس پر کام تیزی سے ہو رہا ہے۔

آڈیو وڈیو منصوبے

اس عرصے میں ۱۲ آڈیو وڈیو سی ڈیز تیار کی گئیں یہ سی ڈیز دستاویزات ڈاکومنٹری، ملٹی میڈیا اور موسیقی اور اقبال کی شاعری کی گائیکی پر مشتمل ہیں۔ (دیکھیے ضمیمہ ۶)

مطبوعات / کتب / بروشرز

کتب نئی اور طبع مکرر چھے ماہ کے اس عرصے میں اقبال اکادمی نے متعدد نئی اور بعض پرانی مگر اہم کتابوں کے تازہ ایڈیشن شائع کیے۔ مگر بعض کتابیں پرانی، بعض نئی تفصیل کے لیے دیکھیے ضمیمہ ۷۔

اقبال پاکستانی زبانوں میں:

پاکستانی زبانوں میں اقبال پر کام کا ایک مفصل سروے کرایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں کام جاری ہے تاکہ کلام اقبال کے تازہ ترجمے شائع کرائے جائیں۔ اور جہاں نئے تراجم کی ضرورت ہو وہاں ان کا اہتمام کیا جائے۔ سندھی، پشتو میں تراجم اور تدوین کا کام جاری ہے۔ پشتو کا کام تکمیل کے مرحلے میں ہے۔

بچوں کا اقبال:

بچوں کے لیے اقبالیات کا کام تیاری کے مراحل میں ہے۔ اس بات کی توقع ہے کہ اگلے کچھ عرصے میں بچوں کے لیے اقبالیات کی پانچ کتب شائع ہوں گی۔

رسائل و جرائد

اس عرصے میں ''اقبالیات'' اردو کے دو اور *Iqbal Review* کے پانچ شمارے شائع ہوئے۔ ایک فارسی شمارہ بھی شائع کیا گیا۔ ''اقبالیات'' (عربی) تیاری کے مرحلے میں ہے۔ توقع ہے وہ جلد

شائع ہو جائے گا۔

تحقیقی منصوبے

دستاویزات قائداعظم میں ذکر اقبال:

قائداعظم محمد علی جناح کے کاغذات اور دستاویزات میں جہاں جہاں کسی نہ کسی صورت میں علامہ اقبال کا ذکر ملتا ہے اسے جمع کر لیا گیا ہے۔ اسے مناسب ترتیب و تدوین کے بعد عنقریب پیش کیا جائے گا۔

''زندہ رود'' (سوانح اقبال):

اس کا نظرثانی شدہ اردو نسخہ عنقریب شائع کیا جا رہا ہے۔

''زندہ رود'' کا عربی/انگریزی ترجمہ

اکادمی نے ڈاکٹر جاوید اقبال کی ''زندہ رود'' کا عربی ترجمہ کرا لیا ہے۔ اس پر ایک ممتاز عربی محقق نے نظرثانی کی۔ مگر مالی وسائل کی کمی اس کی اشاعت میں آڑے آ رہی ہے۔

اسی طرح ''زندہ رود'' کے انگریزی ترجمے کا منصوبہ التوا میں چلا آ رہا ہے۔ ایک سبب تو یہ ہے کہ مناسب مترجم دستیاب نہیں دوسرے سال اقبال میں اس کے لیے رقم بھی مختص نہیں کی گئی۔ سوائے فارسی کے، ابھی تک کسی اور عالمی زبان میں یہ کتاب دستیاب نہیں۔ اب ایوان اقبال کی انتظامیہ سے اس سلسلے پر تعاون حاصل کیا جا رہا ہے۔

اقبال کے انگریزی خطبات کے نئے تراجم

دنیا کی چھے بڑی زبانوں عربی، ہسپانوی، سپین کی ہی ایک دوسری زبان کیٹالونین، جرمن، روسی اور چیک میں علامہ کے انگریزی خطبات تراجم ہو چکے ہیں۔ روسی اور جرمن تراجم اسی سال چھپ جائیں گے۔ ہسپانوی اور کیٹالونین تراجم چھپ چکے ہیں۔ چیک ترجمہ بھی اشاعت کے آخری مراحل میں ہے۔

کلیات نثر اقبال

نو جلدوں پر مشتمل کلیات نثر، خطوط، مقالات، تقاریر، بیانات اور متفرق موضوعات پر محیط ہے۔ منصوبہ تدوین کے آخری مرحلے میں ہے۔

کلیات شعر اقبال (انگریزی تراجم)

دو جلدوں پر مشتمل متن تدوین کے آخری مرحلے میں ہے۔ اس منصوبے پر تیزی سے کام جاری ہے۔

کلیات شعر اقبال (اردو، فارسی کے تراجم)

عالمی سطح کے محققین اس منصوبے کے لیے کام کر رہے ہیں جو تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔

کتابیات اقبال

علامہ اقبال پر لکھی گئی کتب کی کتابیات کا یہ منصوبہ پروف خوانی کے مرحلے میں ہے جو جلد شائع ہو سکے گا۔

اقبال تھیسارس

اقبال اکادمی پاکستان شعبہ لائبریری سائنس جامعہ پنجاب لاہور کے تعاون سے اس منصوبے پر کام کر رہی ہے۔کلید الفاظ کے انتخاب تک کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

کلیات باقیات شعر اقبال

علامہ اقبال کے متروک اردو کلام کو، ڈاکٹر صابر کلوروی نے برس ہا برس کی محنت سے مرتب کیا ہے۔ اس میں علامہ کی اپنے ہی کلام پر اصلاحات بھی شامل ہیں۔ ایسا سارا کلام کلیات باقیات شعر اقبال کے نام سے عنقریب شائع ہو جائے گا۔

اقبال آرکائیوز/اقبال پیپرز

اقبال اکادمی کی لائبریری میں اقبال آرکائیوز کا شعبہ تکمیل کے آخری مرحلے میں ہے۔ اس میں اقبال کی زندگی اور فکر کے حوالے سے علامہ کے خطوط، ان کی دست نوشت تحریریں اور دیگر اہم دستاویزات جمع کی جا رہی ہیں۔

نوجوانوں کے پروگرام

سال اقبال میں نوجوانوں کے لیے تصاویر اقبال اور پینٹنگ کے متعدد مقابلے منعقد کرائے گئے۔ مثلاً:

۱۔ علامہ اقبال کی پورٹریٹ بنانے کا مقابلہ۔
۲۔ فکر اقبال کے کسی موضوع پر پینٹنگ کا عمومی مقابلہ۔
۳۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کے لیے فکر اقبال کے کسی موضوع پر پینٹنگ کا مقابلہ۔
۴۔ ثانوی سکولوں کے طلبہ کے لیے فکر اقبال کے کسی موضوع پر پینٹنگ کا مقابلہ۔

علامہ اقبال پر عالمی کانفرنس کے موقع پر انعامات دیے جائیں گے۔ (دیکھیے ضمیمہ ۷)

فارسی زبان کی کلاسیں

سالِ اقبال کے منصوبوں میں اقبال اکادمی نے فارسی زبان بذریعہ کلامِ اقبال پڑھانے کا ایک منفرد پروگرام تشکیل دیا ہے تاکہ فارسی زبان کی تدریس جواب ختم ہوتی جا رہی ہے، دوبارہ رواج پا سکے۔ فارسی ہمارے علم و ادب، تصوف اور ثقافت کی زبان ہے اور اقبال فہمی فارسی کے بغیر ممکن نہیں۔اس نصاب کے ذریعے طالب علم فارسی گرامر، لسانیاتی قواعد، فارسی زبان بذریعہ اردو زبان سیکھ سکتا ہے اور اردو اور فارسی زبان کی روایات اور حکمت و دانش سے آگاہ ہوسکتا ہے۔ اقبال کے افکار جن کا ایک بڑا حصہ فارسی میں ہے، کو اس کے ذریعے طالب علم فارسی زبان کے ساتھ فکرِ اقبال حاصل کر سکے گا۔ یہ پروگرام چار سہ ماہیوں پر مشتمل ہے، جو ایک سال کے عرصے پر محیط ہیں۔ پہلی سہ ماہی کی کلاس کورس مکمل کر چکی ہے۔ جون ۲۰۰۳ء سے دوسری سہ ماہی کلاس شروع ہو رہی ہے۔

(دیکھیے ضمیمہ ۸)

......☆......